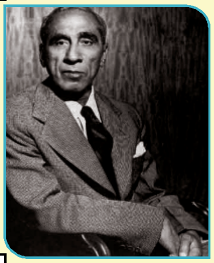

پطرس بخاری

پیدائش: ۱۸۹۸ء

وفات: ۱۹۵۸ء

تصانیف: خطباتِ پطرس، پطرس کے مضامین، تخلیقاتِ پطرس

سویرے جو کل آنکھ میری کھلی

حاصلاتِ تعلّم: اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ: ۱- ریڈیو/ موبائل/ ٹی وی یا ٹیبلٹ وغیرہ کے پروگرام سن کر اہم پہلوؤں کا ادراک کر سکیں۔ ۲- کسی علمی/ ادبی شخصیت سے ادبی و علمی موضوعات پر سوالات کر سکیں۔ ۳- ذاتی سفر نامہ تحریر کر سکیں۔

گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کی طرف دوڑتا ہے۔ ہماری جو شامت آئی تو ایک دن اپنے پڑوسی لالا کرپا شنکر جی برہم چاری سے بر سبیلِ تذکرہ کہہ بیٹھے کہ "لالا جی! امتحان کے دِن قریب آتے جاتے ہیں، آپ سحر خیز ہیں، ذرا ہمیں بھی جگا دیا کیجیے۔"

وہ حضرت بھی معلوم ہوتا ہے نفلوں کے بھوکے بیٹھے تھے۔ دوسرے دن اُٹھتے ہی انھوں نے ایشوَر کا نام لے کر ہمارے دروازے پر مُکّا بازی شروع کر دی۔ کچھ دیر تک تو ہم سمجھے کہ عالمِ خواب ہے۔ ابھی سے کیا فکر، جاگیں گے تو لاحول پڑھ لیں گے۔ لیکن یہ گولہ باری لحہ بہ لحہ تیز ہوتی گئی اور صاحب جب کمرے کی چوبی دیواریں لرزنے لگیں، صُراحی پر رکھا ہوا گلاس جل ترنگ کی طرح بجنے لگا اور دیوار پر لٹکا ہوا کلینڈر پنڈولم کی طرح ہلنے لگا تو بیداری کا قائل ہونا ہی پڑا۔ مگر اب دروازہ ہے کہ لگاتار کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ میں کیا میرے آبا و اجداد کی روحیں اور میری قسمتِ خوابیدہ تک جاگ اُٹھی ہوں گی۔ بہتیرا آوازیں دیتا ہوں..... "اچھّا!..... اچھّا!..... تھینک یُو!..... جاگ گیا ہوں..... بہت اچھا! نوازش ہے!" آں جناب ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔ خدایا کس آفت کا سامنا ہے؟ یہ سوتے کو جگا رہے ہیں یا مُردے کو جِلا رہے ہیں؟ اور حضرت عیسیٰؑ بھی تو بس واجبی طور پر ہلکی سی آواز میں "قُم" کہہ دیا کرتے ہوں گے۔ زندہ ہو گیا تو ہو گیا، نہیں تو چھوڑ دیا۔ کوئی مُردے کے پیچھے لٹھ لے کر پڑ جایا کرتے تھے؟ توپیں تھوڑی داغا کرتے تھے۔ یہ تو بھلا ہم سے کیسے ہو سکتا تھا کہ اُٹھ کر دروازے کی چٹخنی کھول دیتے۔ پیش تر اس کے کہ بستر سے باہر نکلیں، دل کو جس قدر سمجھانا بجھانا پڑتا ہے، اس کا اندازہ کچھ اہلِ ذوق ہی لگا سکتے ہیں۔ آخر کار جب لیمپ جلایا اور ان کو باہر سے روشنی نظر آئی، تو طوفان تھما۔

اب جو ہم کھڑکی میں سے آسمان کو دیکھتے ہیں تو جناب ستارے ہیں کہ جگمگا رہے ہیں! سوچا کہ آج پتا چلائیں گے، یہ سورج آخر کس طرح سے نکلتا ہے۔ لیکن جب گھوم گھوم کر کھڑکی میں سے اور روشن دان میں سے چاروں طرف دیکھا اور بزرگوں سے صبحِ کاذب کی جتنی نشانیاں سنی تھیں، ان میں سے ایک بھی کہیں نظر نہ آئی، تو فکر سا لگ گیا، کہ آج کہیں سورج گرہن نہ ہو؟ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو پڑوسی کو آواز دی: ''لالا جی! .... لالا جی!''

جواب آیا۔ ''ہوں''۔

میں نے کہا ''آج یہ کیا بات ہے۔ کچھ اندھیرا اندھیرا سا ہے؟''

کہنے لگے ''تو اور کیا تین بجے ہی سورج نکل آئے؟''

تین بجے کا نام سن کر ہوش گم ہو گئے۔ چونک کر پوچھا: ''کیا کہا تم نے؟ تین بجے ہیں؟''

کہنے لگے: ''تین...... تو...... نہیں...... کچھ سات...... ساڑھے سات...... منٹ اوپر تین ہیں۔''

میں نے کہا: ''ارے کم بخت، خُدائی فوج دار، بد تمیز کہیں کے، میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ صبح جگا دینا، یا یہ کہا تھا، کہ سِرے سے سونے ہی نہ دینا؟؟ ہمیں تو نے کوئی ریلوے گارڈ سمجھ رکھا ہے؟ تین بجے ہم اُٹھ سکا کرتے تو اس وقت دادا جان کے منظورِ نظر نہ ہوتے؟ اب احمق کہیں کے، تین بجے اُٹھ کے ہم زندہ رہ سکتے ہیں؟ امیر زادے ہیں، کوئی مذاق ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ۔''

دِل تو چاہتا تھا کہ عدم تشدّد و تشدّد کو خیر باد کہہ دوں، لیکن پھر خیال آیا، بنی نوعِ انسان کی اصلاح کا ٹھیکا کوئی ہم ہی نے لے رکھا ہے؟ ہمیں اپنے کام سے غرض۔ لیمپ بُجھایا اور بڑبڑاتے ہوئے پھر سو گئے۔

اور پھر حسب معمول نہایت اطمینان کے ساتھ بھلے آدمیوں کی طرح اپنے دس بجے اُٹھے، بارہ بجے تک منھ ہاتھ دھویا اور چار بجے چائے پی کر ٹھنڈی سڑک کی سیر کو نکل گئے۔

شام کو واپس ہاسٹل میں وارد ہوئے۔ جوشِ شباب تو ہے ہی، اس پر شام کا ارمان انگیز وقت۔ ہوا بھی نہایت لطیف تھی، طبیعت بھی ذرا مچلی ہوئی تھی۔ ہم ذرا ترنگ میں گاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے کہ اتنے میں پڑوسی کی آواز آئی: ''مسٹر!''

ہم اس وقت ذرا چٹکی بجانے لگے تھے۔ بس انگلیاں وہیں پر رُک گئیں اور کان آواز کی طرف لگ گئے۔ ارشاد ہوا: ''یہ آپ گا رہے ہیں؟'' (زور ''آپ'' پر)

میں نے کہا: ''اجی میں کس لائق ہوں، لیکن خیر فرمایئے؟''

بولے: ''ذرا...... وہ میں...... میں ڈسٹرب ہوتا ہوں۔''

بس صاحب، ہم میں جو موسیقیت کی روح پیدا ہوئی تھی؟ فوراً مر گئی۔ دل نے کہا ''او نابکار انسان دیکھ! پڑھنے والے یوں پڑھتے ہیں۔'' صاحب، خدا کے حضور میں گڑ گڑا کر دعا مانگی کہ ''خدایا ہم بھی اب باقاعدہ مطالعہ شروع کرنے والے

ہیں۔ ہماری مدد کر اور ہمیں ہمت دے۔"

آنسو پونچھ کر اور دِل کو مضبوط کر کے میز کے سامنے آ بیٹھے، دانت بھینچ لیے، نکٹائی کھول دی، آستینیں چڑھا لیں، لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کریں کیا؟ سامنے سُرخ، سبز، زرد سبھی قسم کی کتابوں کا انبار لگا تھا۔ اب ان میں سے کون سی پڑھیں؟ فیصلہ یہ ہوا کہ پہلے کتابوں کو ترتیب سے میز پر لگا دیں کہ باقاعدہ مطالعے کی پہلی منزل یہی ہے۔

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ سویرے اُٹھنا ہو تو جلدی ہی سو جانا چاہیے۔ کھانا باہر ہی کھا آئے تھے۔ بستر میں داخل ہو گئے۔

چلتے چلتے خیال آیا، کہ لالا جی سے جگانے کے لیے کہہ ہی نہ دیں۔ یوں ہماری اپنی قُوتِ ارادی کافی زبردست ہے، جب چاہیں اُٹھ سکتے ہیں، لیکن پھر بھی کیا ہرج ہے؟ ڈرتے ڈرتے آواز دی "لالا جی!"

انھوں نے پتھر کھینچ مارا "یَس!"

ہم اور بھی سہم گئے کہ لالا جی کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ تُتلا کے درخواست کی، کہ "لالا جی، صبح آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کل اگر ذرا مجھے چھے بجے یعنی جس وقت چھے بجیں......"

جواب ندارد۔

میں نے پھر کہا: "جب چھے بج چُکیں تو...... سنا آپ نے؟"

چُپ۔

"لالا جی!"

کڑکتی ہوئی آواز میں جواب دیا: "سُن لیا سُن لیا، چھے بجے جگا دوں گا۔"

ہم نے کہا "ب-ب-ب-بہت اچھّا۔ یہ بات ہے۔"

توبہ، خدا کسی کا محتاج نہ کرے۔

لالا جی آدمی بہت شریف ہیں۔ اپنے وعدے کے مطابق دوسرے دن صبح چھے بجے اُنھوں نے دروازوں پر گھونسوں کی بارش شروع کر دی۔ ان کا جگانا تو محض ایک سہارا تھا، ہم تو خود ہی انتظار میں تھے کہ یہ خواب ختم ہو لے تو بس جاگتے ہیں۔ وہ نہ جگاتے تو میں خود ایک دو منٹ بعد آنکھیں کھول دیتا۔ بہ ہر صورت جیسا کہ میرا فرض تھا، میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے اسے اس شکل میں قبول کیا، کہ گولہ باری بند کر دی۔

لیکن لالا جی کے جگانے کے بعد اور دس بجے سے پیش تر خدا جانے ہم پڑھ رہے تھے یا شاید سو رہے تھے۔ نہیں، ہمارا خیال ہے، پڑھ رہے تھے یا شاید سو رہے ہوں۔ بہ ہر صورت یہ نفسیات کا مسئلہ ہے، جس میں نہ آپ ماہر ہیں نہ میں۔ کیا پتا، لالا جی نے جگایا ہی دس بجے ہو۔ یا اُس دن چھے دیر میں بجے ہوں۔ خدا کے کاموں میں ہم، آپ کیا دخل دے سکتے ہیں؟ لیکن ہمارے دل میں دن بھر یہ شبہ رہا، کہ قصور کچھ اپنا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جنابِ شرافت ملاحظہ ہو، کہ محض اس شبے کی بنا پر صبح سے شام تک ضمیر کی ملامت سنتا رہا، اور اپنے آپ کو کوستا رہا۔ مگر لالا جی سے ہنس ہنس کر باتیں کیں۔ ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور

اس خیال سے کہ اُن کی دِل شکنی نہ ہو، حد درجے کی طمانیت ظاہر کی، کہ آپ کی نوازش سے میں نے صبح کا سہانا اور رُوح افزا وقت بہت اچھی طرح صَرف کیا۔ ورنہ ان دنوں کی طرح آج بھی دس بجے اُٹھتا۔ ''لالا جی! صبح کے وقت دماغ کیا صاف ہوتا ہے، جو پڑھو خدا کی قسم فوراً یاد ہو جاتا ہے۔ بھئی خدا نے صبح بھی کیا عجیب چیز پیدا کی ہے۔ یعنی اگر صبح کی بہ جائے صبح صبح شام ہوا کرتی تو دن کیا بُری طرح کٹا کرتا۔''

لالا جی نے ہماری اس جادو بیانی کی دادیوں دی کہ آپ پوچھنے لگے: ''تو میں آپ کو چھے بجے جگا دیا کروں نا؟''

میں نے کہا: ''ہاں ہاں، واہ، یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ بے شک۔''

شام کے وقت آنے والی صبح کے مطالعے کے لیے دو کتابیں چھانٹ کر میز پر علیحدہ جوڑ دیں، کرسی کو چار پائی کے قریب سرکا لیا۔ اوورکوٹ اور گلوبند کو کرسی کی پُشت پر آویزاں کر لیا۔ کن ٹوپ اور دستانے پاس ہی رکھ لیے، دیا سلائی کو تکیے کے نیچے ٹٹولا۔ تین دفعہ آیۃ الکرسی پڑھی، اور دل میں نہایت ہی نیک منصوبے باندھ کر سو گیا۔

صبح لالا جی کی پہلی دستک کے ساتھ ہی جھٹ آنکھ کھل گئی۔ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ لحاف کی ایک کھڑکی میں سے ان کو ''گُڈ مارننگ'' کیا، اور نہایت بے دارانہ لہجے میں کھانسا۔ لالا جی مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

ہم نے اپنی ہمت اور اُولوا العزمی کو بہت سراہا، کہ آج ہم فوراً ہی جاگ اُٹھے۔ دل سے کہا، کہ ''دل بھیّا، صبح اُٹھنا تو محض ذرا سی بات ہے۔ ہم یوں ہی اس سے ڈرا کرتے تھے۔'' دل نے کہا: ''اور کیا، تمھارے تو یوں ہی اوسان خطا ہو جایا کرتے ہیں۔'' ہم نے کہا، ''سچ کہتے ہو یار۔ یعنی اگر ہم سستی اور کسالت کو خود اپنے قریب نہ آنے دیں تو اُن کی کیا مجال ہے کہ ہماری باقاعدگی میں خلل انداز ہوں۔''

(ماخوذ از: پطرس کے مضامین)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) لالا کرپا شنکر جی سے کیا درخواست کی گئی؟

(ب) لالا جی نے جگانے کے لیے کیا انداز اپنایا؟

(ج) زبردستی جگائے جانے پر مصنف کے تاثرات کیا تھے؟

(د) مصنف کے معمولاتِ زندگی میں موجود نقائص کی نشان دہی کیجیے۔

(ہ) اس سبق سے پانچ جملے منتخب کیجیے جو آپ کے نزدیک طنز و مزاح کا بہترین نمونہ ہوں۔

(و) آپ کے خیال میں کون سی عادت مصنف کو پڑھائی سے دور رکھنے کا باعث تھی؟

(ز) کاہلی، سستی اور غفلت سے پہنچنے والے چند نقصانات بیان کیجیے۔

سوال ۲: اس سبق کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

سوال ۳: کسی سفر کی دل چسپ روداد تحریر کیجیے۔

سوال ۴: دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- گیدڑ کی موت آتی ہے تو دوڑتا ہے:

(الف) گاؤں کی طرف (ب) شہر کی طرف

(ج) جنگل کی طرف (د) دریا کی طرف

۲- لالا جی نے مکا بازی شروع کردی:

(الف) دروازے پر (ب) کھڑکی پر

(ج) دیوار پر (د) میز پر

۳- لالا جی آدمی ہیں بہت:

(الف) ہم درد (ب) محنتی (ج) شریف (د) مخلص

۴- لالا جی نے صاحبِ مضمون کو تین بجے جگا دیا کیوں کہ:

(الف) لالا جی خود بھی تین بجے رات کو اٹھتے تھے

(ب) صاحبِ مضمون نے جلدی جگانے کی درخواست کی تھی

(ج) متقی لوگ اسی وقت عبادت کے لیے اٹھتے ہیں

(د) لالا جی انھیں بیزار کردیں اور آیندہ جگانے کے لیے نہ کہیں

۵- اس سبق سے ہمیں معلوم ہوا کہ:

(الف) صبح سویرے اٹھنا بہت آسان ہے

(ب) صبح سویرے اٹھنے کے لیے کتنے جتن کرنے پڑتے ہیں

(ج) انسان صبح سویرے خود اُٹھ جاتا ہے

(د) نیک اور عبادت گزار لوگ صبح سویرے اٹھتے ہیں

سوال ۵: درج ذیل الفاظ اور تراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

ممنون دل شکنی طمانیت اولوالعزمی خندہ پیشانی اوسان خطا ہونا جادو بیانی

سوال۶: پطرس بخاری کے مضمون میں موجود ادبی خصوصیات کی نشان دہی کیجیے۔

سوال۷: اپنی تعلیمی زندگی کا کوئی تجربہ مزاحیہ انداز میں تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ کسی علمی/ ادبی شخصیت سے انٹرویو کریں گے۔

۲- طلبہ جدید ذرائع ابلاغ پر اپنے پسندیدہ پروگرام دیکھ/ سن کر دوستوں کو اہم پہلوؤں سے آگاہ کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱- انٹرویو کی اہمیت اور آداب سے طلبہ کو آگاہ کیجیے۔

۲- طلبہ کو ریڈیو/ موبائل/ ٹی وی وغیرہ کے بامعنی اور مفید استعمال کی ترغیب دیجیے۔